محمد داؤد سلیم

# بیت اللہ شریف

مسجد اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک پسندیدہ مقام ہے اور اس کے ساتھ تعلق رکھنے والا اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہے۔ فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ "سات آدمیوں کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے سایہ میں رکھے گا۔ جس دن اس کے سایہ کے سوا کہیں سایہ نہ ملے گا۔ ان میں سے ایک ایسا شخص ہے" رجل قلبہ معلق فی المساجد" یعنی جس کا دل مسجد کے ساتھ لٹکا رہے۔ (صحیح بخاری)

یعنی ابھی ایک نماز سے فارغ ہوا پھر دوسری کی فکر رہتی ہے کہ کب نماز کا وقت ہو اور میں مسجد میں حاضری دوں۔

بہرحال مسجد بہترین مقام ہے اور تمام مساجد میں افضل بیت اللہ شریف ہے۔

**بیت اللہ شریف** فرمان الٰہی ہے :- ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکا وھدی للعالمین ٥ فیہ اٰیٰت بینٰت مقام ابراھیم ومن دخلہ کان اٰمنا وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا ومن کفر فان اللہ غنی عن العالمین (آل عمران ۹۶ - ۹۷)

(خانہ کعبہ) خدا تعالیٰ کا وہ پہلا گھر ہے جو مکہ شریف میں بنایا گیا ہے تمام دنیا کے لیے برکت و ھدایت والا ہے جس میں واضح نشانیاں ہیں۔ مقام ابراہیم ہے جو بھی اس میں داخل ہوتا ہے امن والا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جو اس کی طرف راہ پا سکتے ہیں اس گھر کا حج فرض کر دیا ہے اور جو کوئی کفر کرے تو خدا تعالیٰ (اس سے بلکہ) تمام دنیا سے بے پرواہ ہے۔

ان آیات میں سے چند ایک مسائل کی نشاندہی ہوتی ہے۔

۱۔ بیت اللہ روئے زمین پر بنائی جانے والی سب سے پہلی عبادت گاہ ہے۔

بیت اللہ مکہ شریف میں واقع ہے جو دنیا کے لیے برکت و ہدایت والا ہے۔

۳۔ اس میں ایک ایسی جگہ ہے جسے مقام ابراہیم کہا جاتا ہے سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اس پر کھڑے ہوکر بیت اللہ کی تعمیر کی تھی (ابن کثیر ج ۱، پ ۴ ص ۵) اس مقام ابراہیم کو حضرت عمرؓ کی خواہش کے مطابق جائے نماز بنالیا گیا ہے جیسے کہ فرمانِ الٰہی ہے "واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی۔ (البقرہ : ۱۲۶)

۴۔ اس میں داخل ہونے والا ہر قسم کے خطرات سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ اس لحاظ سے بیت اللہ خود امن کی جگہ ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پر فرمایا ہے

واذ جعلنا البیت مثابۃ للناس وامنا

ہم نے بیت اللہ کو لوگوں کے لیے ثواب اور امن کی جگہ بنایا

۵۔ اس گھر کا حج صاحبِ استطاعت پر فرض ہے۔

۶۔ منکرین احکام خداوندی سے تو کیا بلکہ اللہ تعالیٰ تمام دنیا سے بے پرواہ ہے۔

**تعمیر بیت اللہ** فرمانِ خداوندی کے مطابق اس کو اللہ تعالیٰ کے دو برگزیدہ پیغمبروں نے تعمیر کیا" واذ یرفع ابراھیم القواعد من البیت واسماعیل ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم (البقرہ : ۱۲۷)

ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کعبہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے اور کہتے تھے کہ اے ہمارے پروردگار تو ہم سے قبول فرما تو سننے والا جاننے والا ہے۔

فرمانِ الٰہی کی رو سے بیت اللہ کو تعمیر کرنے والے یہی دو پیغمبر ہیں۔ لیکن اس بارے میں چند ایک ضعیف اقوال مروی ہیں۔ مثلاً

(۱) سب سے پہلے خانہ کعبہ فرشتوں نے بنایا تھا۔

(۲) حضرت آدم علیہ السلام نے حراء، طورِ سینا، طور زیتا، جبل لبنان اور جودی پہاڑوں سے بنایا تھا۔ شیث علیہ السلام نے بنایا تھا لیکن یہ بات اہلِ کتاب کی ہے۔ (ابن کثیر ج ۱ ص ۱۸۴)

بہرحال فرمانِ الٰہی اور صحیح قول کے مطابق خلیل اللہ اور ذبیح اللہ علیہما السلام نے بیت اللہ کو بلند کیا (بنایا) اور ان سے قبل بیت اللہ کی تعمیر کی تاریخ کا کوئی علم نہیں تھا۔ البتہ اتنا ضرور ملتا ہے کہ بیت اللہ کی بنیادیں اس وقت موجود تھیں۔ اس کے بعد

بعثتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچ سال قبل قریش نے بیت اللہ کو نئے سرے سے تعمیر کیا اور اخراجات پورے نہ ہونے کی صورت میں حطیم کے حصہ کو علیحدہ کر دیا گیا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعثت کے زمانے میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اگر تیری قوم کے نئے نئے مسلمان ہونے کا خدشہ نہ ہوتا تو میں کعبۃ اللہ کو گرا کر بناءِ ابراہیمی پر بناتا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ ایک دروازہ مشرق رُخ کرتا اور دوسرا مغرب کی طرح کرتا۔ اور چھ ہاتھ حطیم کو اس میں داخل کر لیتا جسے قریش نے باہر کر دیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خواہش تھی مگر بیت اللہ کو تعمیر نہ کیا جس کا سبب حدیث میں ذکر کر دیا گیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی نے اپنے دورِ خلافت (۶۴ھ) میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خواہش کو پورا کیا۔ یعنی بیت اللہ کو گرا کر دوبارہ بناءِ ابراہیمی پر تعمیر کیا اور اس میں دو دروازے رکھے (تاریخ مکہ ج ۱ ص ۱۲۷، ۱۲۸)

مگر حجاج نے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد عبدالملک سے مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہیے اور ساتھ ہی اس بات کی نشاندہی کی کہ کعبہ بناءِ ابراہیمی پر تعمیر ہوا ہے جس کو مکہ کے عادلوں نے دیکھا ہے مگر عبدالملک نے حجاج کو حکم دیا کہ طول کو باقی رہنے دو حطیم کو باہر کر دو اور دوسرا دروازہ بند کر دو۔ حجاج نے تعمیل حکم کرتے ہوئے کعبہ کو اس طریق پر بنا ڈالا مگر جب عبدالملک کو خواہشِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والی حدیث پہنچی تو وہ افسوس کرتے ہوئے کہتے تھے کہ کاش ہم اسے یوں ہی رہنے دیتے۔ (تاریخ مکہ ج ۱، ص ۱۲۸)

خلیفہ مہدی نے امام مالک رح سے بیت اللہ کی تعمیر کے سلسلہ میں مشورہ کیا جس بناء پر ابن زبیر رض نے اسے تعمیر کیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش تھی۔ تو آپ نے کہا کہ بادشاہ اس کو کھلونا بنائیں گے تو مہدی نے اپنا ارادہ ترک کر دیا۔ (تاریخ مکہ ج ۱ ص ۱۲۸)

**مسجد الحرام**:- اس مسجد کا ذکر قرآن پاک میں مختلف مقامات پر ہوا ہے۔

قولہ تعالیٰ: فول وجھک شطر المسجد الحرام (سورۃ بقرہ آیت ۱۴۴)

"اپنے چہرے کو مسجد الحرام کی طرف پھیر لو"

یعنی یہ مسلمانوں کا قبلہ وکعبہ ہے جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پسند کے مطابق بنایا گیا ہے جیسے کہ فرمانِ الٰہی ہے "قد نری تقلب وجھک فی السماء فلنولینک قبلۃ ترضٰھا (سورۃ بقرہ آیت ۱۴۴) ہم نے تیرے منہ کو آسمان کی طرف پھیرنا دیکھا اب ہم تجھے اس قبلہ کی جانب متوجہ کریں گے جس سے تو خوش ہوجائے۔

(۲) یاایھا الذین اٰمنوا انما المشرکون نجس فلایقربوا المسجد الحرام بعد عامھم ھذا (سورۃ توبہ آیت ۲۸)

اے ایمان والو! بے شک مشرک لوگ ناپاک ہیں لہٰذا اس سال کے بعد وہ مسجد الحرام کے قریب بھی نہ آئیں۔

(۳) لقد صدق اللہ رسولہ الرویا بالحق لتدخلن المسجد الحرام ان شاء اللہ اٰمنین (الفتح آیت ۲۷) اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے خواب کو سچا کردیا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو تم ضرور مسجد حرام میں امن کے ساتھ داخل ہوگے۔

(۴) سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام (بنی اسرائیل: ۱)

وہ خدا پاک ہے جو اپنے بندے کو مسجد الحرام سے راتوں رات لے گیا۔

(۵) ان الذین کفروا یصدون عن سبیل اللہ والمسجد الحرام الذی جعلنہ للناس سواءن العاکف فیہ والباد (الحج آیت: ۲۵)

جن لوگوں نے کفر کیا اور اللہ کے راستے اور مسجد الحرام سے روکتے ہیں۔ وہ مسجد حرام جس میں وہاں کے مقیم اور باہر کے سب لوگ برابر ہیں۔

**حجر اسود** فرمانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

نزل الحجر الاسود من الجنۃ وھو اشد بیاضا من اللبن فسودتہ خطایا بنی آدم (ترمذی ج ۱ ص ۱۷۱)

حجر اسود جنت سے آیا ہے یہ دودھ سے زیادہ سفید تھا لیکن انسانوں کے گناہوں نے انھیں سیاہ کردیا۔

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :- و اللہ یبعثنہ اللہ یوم القیامۃ لہ عینان یبصر بھما و لسان ینطق بہ یشھد علی من استلمہ بحق (ترمذی) خدا کی قسم قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اسے اٹھائے گا۔ اس کی دو آنکھیں ہوں گی جس سے دیکھے گا اور زبان ہو گی جس سے بولے گا۔ جو خلوص دل سے اسے چھوئے گا اس کے لیے وہ گواہی دے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ حجر اسود کے بارے میں فرماتے ہیں :-

انی لاعلم انک حجر ما تنفع و لا تضر و لو لا انی رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقبل ما قبلتک (بخاری مسلم ترمذی ج ۱ ص ۱۷۴)

"میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے۔ نہ کسی کو فائدہ پہنچا سکتا ہے اور نہ نقصان۔ اگر میں نے تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو کبھی تجھے بوسہ نہ دیتا۔

حجر اسود کو بوسہ دینا یا چھونا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ یہی وہ پتھر ہے کہ جس کے بارے میں قریش تعمیر کعبہ کے وقت لڑتے جھگڑتے تھے۔ اور اس کو اس کی اصلی جگہ پر نصب کرنے کی قسم کھاتے تھے۔ کہ میں ہی یہ کام سرانجام دوں گا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان احسن طریق سے فیصلہ صادر فرمایا جس سے لڑائی کا خاتمہ ہو گیا تمام قبیلے خوش ہو گئے۔

**رکن یمانی :-** یہ بیت اللہ کا یمن کی طرف واقع کونہ ہے اس لیے اس کو رکن یمانی کہتے ہیں۔ یہ کونہ بھی نہایت متبرک ہے۔ فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے "وکل بہ سبعون ملکا یعنی الرکن الیمانی فمن قال اللھم انی اسئلک العفو و العافیۃ فی الدنیا و الاخرۃ ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ و فی الاخرۃ حسنۃ و قنا عذاب النار قالوا امین (ابن ماجہ)

رکن یمانی پر ستر ہزار فرشتے متعین ہیں جو شخص کہے اے اللہ میں تجھ سے معافی اور دونوں جہانوں میں عافیت طلب کرتا ہوں۔ اے میرے رب تو مجھے دنیا میں بھلائی عطا فرما اور آخرت میں نیکی عطا کر اور آگ کے عذاب سے ہمیں بچا۔ تو یہ فرشتے کہتے ہیں اے اللہ! اس دعاء کو

قبول فرمائے

**ملتزم** حجر اسود اور بیت اللہ شریف کے دروازے کے درمیان کی جگہ کا نام ملتزم ہے۔ یہ وہ بابرکت مقام ہے کہ یہاں دعا قبول ہوتی ہے
ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپؐ نے اسی جگہ کھڑے ہو کر اپنے سینے اور چہرے کو دیوار سے چمٹا دیا اور دونوں ہاتھوں کو دیوار پر پھیلا دیا اور یہ فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے اس جگہ اسی طرح کرتے دیکھا ہے (ابوداؤد ج اص ۲۶)

**حطیم** بیت اللہ سے الگ ایک چھوٹا سا حصہ ہے جس کے اردگرد دیوار کی ہوئی ہے۔ یوں سمجھیئے کہ بیت اللہ شریف کا صحن ہے۔ یہ حصہ بیت اللہ شریف میں داخل تھا۔ مگر حلال کمائی کے کم ہونے کی وجہ سے قوم قریش نے بیت اللہ کی تعمیر کے وقت اس حصہ کو چھوڑ دیا تھا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارادہ تھا کہ اس کی بھی تعمیر کی جائے جیسے کہ تعمیر بیت اللہ میں ذکر کیا جا چکا ہے۔
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے بیت اللہ کے اندر داخل ہونے اور نماز پڑھنے کا بہت شوق تھا۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے حطیم کے اندر داخل کر کے فرمایا کہ تم بیت اللہ کے اندر داخل ہونا چاہتی ہو تو اس میں داخل ہو کر نماز پڑھو، یہ حصہ بیت اللہ میں داخل ہے (ابوداؤد
اسی بناء پر بیت اللہ کا طواف کرتے وقت حطیم کے حصہ کے اوپر سے گزر کر طواف کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے اس پسندیدہ گھر کا حج نصیب فرمائے آمین!

## اہم اعلان

مضمون ارسال کرنے والے حضرات کی خدمت میں چند ایک گزارشات

● مضمون طبع شدہ نہ ہوں بلکہ طبع زاد ہو۔ ● فوٹو سٹیٹ کی بجائے اصل مضمون ارسال کریں ● وہی مضمون ارسال کریں جو کسی دوسری جگہ شائع کرنے کے لیے نہ بھیجا گیا ہو۔ ● حوالہ جات کا تعین کتاب، باب، صفحہ اور جلد کی صورت میں اسی جگہ کر دیں۔